والله یحب المتطہرین

الحمد للہ دریں ایام سعادت التیام کتاب مستطاب مسمّیٰ بہ

تحفۃ الاتقیاء

یعنی

ترجمہ اردو کتاب

تنزیہ الانبیاء

مصنفہ

جناب افضل العلماء والفقہاء سیّد مرتضیٰ علم الہدیٰ علیہ الرحمہ

مترجمہ

جناب مولانا مولوی سیّد شریف حسین صاحب دام ظلہ العالی

بفرمایش

جناب مولوی سیّد محمد سبطین صاحب اڈیٹر البرہان لاہور

اور لگاتار آنکھوں سے نورِ نظر کا غائب رہنا حزن و ملال کا باعث ہے۔ حالانکہ قطعی اور یقینی طور پر معلوم ہو کہ جدا ہو جانے والا زندہ موجود ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ آخر کار وہ پھر آملے۔ اور اکثر انبیاء علیہم السلام اور وہ مومنین مطہرین جو ان کے قائم مقام ہیں۔ اپنی اولاد اور احباب کی مفارقت میں مضطرب اور گریاں ہوئے ہیں۔ اور جزع فزع کی ہے۔ حالانکہ ان کو یقین اور اعتماد تھا۔ کہ آخرت میں ان سے ملاقات ہو جائیگی۔ اور جنت میں ساتھ مل کر رہنا ہوگا۔ اور اس کا سبب بھی وہی طول مفارقت ہے۔ جو ہم نے اوپر بیان کیا ✦

دربیان تنزیہ حضرت یوسف علیہ السلام

مسئلہ۔ اگر کوئی کہے۔ کہ یوسف علیہ السلام نے غلامی کے زمانے میں کیوں صبر کیا۔ اور کس لئے غلام ہونے سے انکار نہ کر دیا۔ تاکہ بند غلامی سے آزاد ہو جاتے۔ اور نبیؑ کے لئے کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ کہ وہ غلام بنائے جانے پر صبر کر سکے ✦

جواب:۔ اس سے کہا جائیگا۔ کہ یوسف علیہ السلام بنا بر اکثر اقوال کے اس وقت نبی نہ تھے۔ اور جب کہ آپ کو اپنے قتل کا خوف تھا۔ تو غلام بنانے پر صبر کرنا جائز ہوا۔ اور جو لوگ اس جواب کے قائل ہیں۔ وہ قول تعالےٰ وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْہِ لَتُنَبِّئَنَّہُمْ بِاَمْرِھِمْ ھٰذَا وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ (اور ہم نے اس کی طرف وحی بھیجی۔ کہ ہم ان کو ضرور ان کے اس کام کی خبر دینگے حالانکہ وہ آگاہ نہیں ہیں) کی یہ تاویل کرتے ہیں۔ کہ یہ وحی اُس وقت میں نہیں نازل ہوئی تھی۔ بلکہ آئندہ کسی اور وقت میں نازل ہوئی تھی۔ جس کی نسبت سب کا اجماع ہے۔ کہ اُس وقت آپ پیغمبر تھے ✦

اور ایک جواب یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ممکن ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے از روئے امتحان اور سخت کرنے تکالیف کے حضرت یوسف علیہ السلام کو امر فرمایا ہو۔ کہ اپنے معاملے کو پوشیدہ رکھے۔ اور مشقت غلامی پر صبر کرے۔ اور یہ حکم بغرض امتحان اور تشدید تکالیف کے ہو۔ جیسا کہ ان کے جد ابراہیمؑ اور اسحاقؑ کا امتحان لیا۔ کہ حضرت ابراہیمؑ کو تو نمرود مردود کی تکالیف میں گرفتار کیا۔ اور اسحاق[1] علیہ السلام کو ذبح کی تکلیف دی گئی ✦

(بقیہ نوٹ) علمہا ما علمناہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔ اور آپ کے رونے اور بیقراری کی وجوہ ایسی ہی ہیں۔ جو سید علیہ الرحمہ نے اسی جواب میں بیان کی ہیں۔ اور وہ امور طبعی ہیں ✦

[1] تحقیق علماء یہ ہے۔ کہ ذبیح اسمٰعیل تھے۔ نہ اسحاقؑ۔ فتدبر ۱۲۔

اور ایک صورت اس کے جواب کی یہ ہو سکتی ہے۔ کہ ممکن ہے۔ کہ حضرت یوسفؑ نے ان سے فرمایا ہو۔ کہ میں غلام نہیں ہوں۔ اور غلام بننے سے انکار کیا ہو۔ مگر یہ کہ انہوں نے حضرت کی بات نہ سنی ہو۔ اور ان کے قول کی طرف توجہ نہ کی ہو۔ اگرچہ یہ قول کتب و روایات میں منقول نہیں ہے۔ مگر یہ کوئی ضرور نہیں۔ کہ جو کچھ زمانہ سابق میں ہو گذرا ہے۔ وہ ہم تک بھی پہنچے۔ بنابریں ممکن ہے۔ کہ حضرت یوسف علیہ السّلام نے غلامی سے انکار کیا ہو۔

اور ایک جواب یہ ہے۔ کہ بعض لوگ[1] کہتے ہیں۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے قتل ہو جانے سے خوف کیا۔ اور ڈر کے مارے اپنا نبی ہونا ظاہر نہ کیا۔ اور غلامی پر صبر کیا۔ مگر یہ جواب باطل ہے۔ اس لئے کہ پیغمبر کے لئے جائز نہیں ہے۔ کہ وہ اپنے مارے جانے کے خوف سے اپنے مبعوث برسالت ہونے کے مقصود کو پوشیدہ کرے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے۔ کہ اللہ تعالے نے مجھ کو ادائے رسالت کے لئے بھیجا ہے۔ اور جب تک کہ میں ادائے رسالت سے فارغ نہ ہو جاؤں۔ اور میری دعوت لوگوں کے کانوں تک نہ پہنچ جائے۔ وہ قتل ہو جانے سے میرا حافظ اور نگہبان ہے۔ اگر ایسا نہ ہو۔ تو غرضِ بعثت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور وہ ایک امر فضول اور لاحاصل ٹھہرتا ہے۔ سو تعالے اللّٰہُ عن ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيرًا۔

مسئلہ۔ اگر کوئی کہے۔ کہ اللہ تعالے حضرت یوسفؑ کے ذکر میں فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ[2] اس کے کیا معنی ہیں؟

---

[1] حضرت یوسفؑ کا اُس وقت رسالت پر مبعوث ہونا ثابت نہیں۔ اور جب تک نبی مبعوث برسالت نہیں ہوتا۔ اور تبلیغ پر مامور نہیں کیا جاتا۔ اُس وقت تک رازِ نبوت کو پوشیدہ رکھتا ہے۔ اور پوشیدہ رکھنا ہی واجب ہے۔

[2] عن الرضا علیہ السّلام۔ قال لقد همت به ولولا ان رای برهان ربه لهم بها كما همت لكنه كان معصوما والمعصوم لا يهم بذنب ولا ياتيه ولقد حدثني قال همت بان تفعل وهم بان لا يفعل ترجمہ جناب امام رضاؑ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا۔ البتہ اُس نے (زوجہ عزیز مصر) اُس کا قصد کیا (یوسفؑ) اور اگر وہ اپنے رب کے برہان کو نہ دیکھتا۔ تو وہ بھی اُس کا ویسا ہی قصد کرتا۔ جیسا اُس نے کیا تھا۔ لیکن چونکہ وہ معصوم تھا۔ اور معصوم نہ ارادہ گناہ کرتا ہے۔ اور نہ اُس کا مرتکب ہوتا